www.alkalam.pk

جو مسئلہ سمجھ میں نہ آئے وہ کسی مستند و ماہر
مفتی سے معلوم کر لیں۔۔ (ابوزبیر)

صدقۂ فطر کے
مسائل

تالیف
مفتی محمد صاحب

پیشکش: ابوزبیر
[www_alkalam_pk@yahoo.com]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرائطِ وجوب

صدقۂ فطر کس شخص پر واجب ہے؟

صدقۂ فطر ہر اس آزاد مسلمان پر واجب ہے جو بنیادی ضروریات (مکان، لباس، سواری، ضروری ہتھیار وغیرہ) سے زائد نصاب کا مالک ہو، اس میں عاقل و بالغ ہونا شرط نہیں۔

(الجوهرة النيرة: ١/ ١٧٠)

بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ صدقۂ فطر صرف اس شخص پر فرض ہے جس کے ذمہ زکوٰۃ اداء کرنا فرض ہے، حالانکہ یہ درست نہیں، زکوٰۃ تو صرف سونے، چاندی، مال تجارت اور نقدی میں فرض ہوتی ہے، جبکہ صدقۂ فطر کے نصاب میں زائد از ضرورت اشیاء کو بھی شمار کرنا ضروری ہے، لہٰذا اگر کسی کی ملکیت میں اموال زکوٰۃ بالکل موجود نہیں لیکن زائد از ضرورت اشیاء نصاب (٦١٢٫٣٥ گرام چاندی یا ٨٧٫٤٧٩ گرام سونے کی قیمت) کی مقدار میں ہیں، یا اموال زکوٰۃ مقدار نصاب سے کم مالیت کے ہیں لیکن زائد از ضرورت اشیاء کو ملانے سے ان کی مجموعی مالیت نصاب کو پہنچ جاتی ہے تو ان دونوں صورتوں میں صدقۂ فطر اداء کرنا واجب ہے۔(الجوهرة النيرة : ١/ ١٧٠)

لوگوں میں ایک بات مشہور ہے کہ صدقۂ فطر کی ادائیگی صرف اس شخص پر واجب ہے جو روزے رکھے۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ صدقۂ فطر ہر صاحب نصاب مسلمان پر واجب ہے۔ (نصاب کی تفصیل اوپر لکھ دی گئی) خواہ اس نے روزے رکھے ہوں یا نہ رکھے ہوں اور روزہ نہ رکھنا کسی عذر سے ہو یا بلا عذر، صدقۂ فطر بہر صورت اس پر واجب ہے۔

” وأما العقل والبلوغ فليسا من شرائط الوجوب فی قول أبی حنفية وأبی يوسف حتی تجب صدقة الفطر علی الصبی والمجنون إذا كان لهما مال ويخرجها الولی من مالهما .“ (بدائع : ٢/٥٣٥)

” تجب علی كل حر مسلم ولو صغيرا أومجنونا ذی نصاب فاضل عن حاجته الأصلية وإن لم ينم .“ (التنوير مع شرحه : ٢/٣٦٠)

” وكذلك وجود الصوم فی شهر رمضان ليس بشرط لوجوب الفطرة حتی إن من أفطر لكبر أو مرض أو سفر يلزمه صدقة الفطر لأن الأمر بأدائها مطلق عن هذا الشرط، ولأنها تجب علی من لا يوجد منه الصوم وهو الصغير .“ (بدائع:٢/٥٣٥)

صدقۂ فطر کب واجب ہوتا ہے؟

صدقۂ فطر عیدالفطر کی صبح صادق کے وقت واجب ہوتا ہے، لہٰذا صبح صادق سے پہلے جو بچہ پیدا ہوا یا کافر مسلمان ہوگیا یا فقیر مالدار ہوگیا تو ان پر صدقۂ فطر واجب ہے۔
اسی طرح صبح صادق کے بعد جو شخص فوت ہوا یا مالدار فقیر بن گیا اس پر بھی صدقۂ فطر واجب ہے۔اس کے برعکس جو شخص صبح صادق سے پہلے فوت ہوگیا یا مالدار فقیر بن گیا تو ان پر صدقۂ فطر واجب نہیں، اسی طرح صبح صادق کے بعد جو بچہ پیدا ہوا یا کافر مسلمان ہوا تو ان پر بھی واجب نہیں۔ (فتاوىٰ عالمگیریه : ١/١٩٢)

وأما وقت وجوب صدقة الفطر هو وقت طلوع الفجر الثانی من يوم الفطر......ومن مات قبل طلوع الفجر لم تجب فطرته وإن مات بعده وجبت .“ (بدائع:٢/٥٤٤)

صدقۂ فطر کب اداء کیا جائے؟

مستحب تو یہ ہے کہ صدقۂ فطر نماز عید سے پہلے اداء کردیا جائے تاکہ غریب اور نادار مسلمان بھی مالداروں کے ساتھ عید کی خوشی میں شریک ہوں، لیکن کسی نے ادائیگی میں تاخیر کردی تو صدقۂ فطر اس سے ساقط نہ ہوگا، عمر بھر اس کے ذمہ واجب رہیگا، جب بھی اداء کرے اداء ہی ہوگا نہ کہ قضاء۔ اگر اداء کئے بغیر موت کا وقت آ گیا تو وصیت کرنا واجب ہے، جو میراث کی تہائی میں نافذ ہوگی۔ وصیت نہ کرنے کی صورت میں ورثہ کے ذمہ کچھ نہیں، البتہ اگر بالغ ورثہ اپنی طرف سے اداء کریں تو درست ہے۔

صدقۂ فطر واجب ہونے کے بعد ادائیگی میں سستی کی، حتیٰ کہ مال ضائع ہوگیا تو بھی صدقۂ فطر ذمہ میں واجب رہے گا، بخلاف زکوٰۃ وعشر کے کہ وہ مال تلف ہونے کی صورت میں ساقط ہوجاتے ہیں۔

" ويستحب إخراجها قبل الخروج إلى المصلى بعد طلوع الفجر ."

" فلا تسقط الفطرة و كذا الحج بهلاك المال بعد الوجوب ."

" إذا مات من عليه زكاة أو فطرة أو كفارة أو نذر لم تؤخذ من تركته عندنا إلا أن يتبرع ورثته بذلك وهم من أهل التبرع ولم يجبروا عليه وإن أوصى تنفذ من الثلث ." (شامية:٢/٣٥٩)

صدقۃ الفطر عید کے دن سے کتنا پہلے دیا جاسکتا ہے؟

راجح یہی ہے کہ جب بھی چاہیں صدقۃ الفطر دے سکتے ہیں، لہٰذا رمضان کے مہینے سے پہلے اداء کرنا بھی صحیح ہے، بلکہ اگر کئی سالوں کا صدقۃ الفطر ایک ساتھ دے تو بھی جائز ہے۔

فی الشامية : " قلت : وحيث كان في المسألة قولان مصححان يخير المفتي بالعمل بأيهما شاء إلا إذا كان لأحدهما مرجح ككونه ظاهر الرواية أو مشى عليه

أصحاب المتون والشروح ...... وقد جمعت هذه المرجحات للقول بالإطلاق فلا يعدل عنه فافهم ." (٣٦٧/٢)

صدقۃ الفطر متفرق طور پر دینا:

صدقۃ الفطر میں دونوں طریقے جائز ہیں،خواہ ایک آدمی کا صدقۃ الفطر متعدد مستحقین پر تقسیم کیا جائے یا ایک ہی مسکین کو دیا جائے،البتہ ایک مسکین کو دینا بہتر ہے،اسی طرح متعدد اشخاص کا ایک مسکین کو دینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

فی الدر : "وجاز دفع كل شخص فطرة إلى مسكين أو مسكينين على ما عليه الأكثروبه جزم فی الولوالجية والخانية والبدائع والمحيط، فكان هو المذهب كتفريق الزكاة. والأمر فی حديث أغنوهم. للندب،فيفيد الأولوية، كما جاز دفع صدقة جماعة إلى مسكين واحد بلا خلاف ." (الدرالمختار : ٣٦٧/٢)

صدقۂ فطر کس کی طرف سے واجب ہے؟

صدقۂ فطر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے اداء کرنا واجب ہے، نابالغ بچوں میں کوئی صاحب نصاب ہے تو فطرانہ اسی کے مال میں سے دیا جائے اور یہی حکم مجنون اولاد کا ہے۔ (هدايه مع فتح القدير : ٢٢٠/٢)

درج ذیل رشتہ داروں کی طرف سے صدقۂ فطر اداء کرنا واجب نہیں:

بیوی، بالغ اولاد، والدین، بہن، بھائی ودیگر اعزہ گوکہ اس کے عیال میں ہوں (اس کے زیر کفالت ہوں) ہاں اگر والد مسکین اور مجنون ہوں تو بیٹے پر ان کا صدقۂ فطر اداء کرنا واجب ہے، اپنی بالغ اولاد اور بیوی کا صدقہ ان سے اجازت لئے بغیر بھی اداء کردیا تو اداء ہوجائے گا، بشرطیکہ بالغ اولاد اس کے عیال میں ہو، ورنہ صدقۂ فطر اداء نہ ہوگا اور باقی رشتہ داروں میں کسی

کی طرف سے بھی بلا اجازت اداء کرنے سے اداء نہ ہوگا۔ (فتاویٰ عالمگیریہ : ۱۹۲/۱)

ماں کے ذمہ بچوں کا فطرانہ نہیں، خواہ وہ مالدار ہی ہو۔ (ردالمحتار : ۳۶۱/۲)

نابالغ اور مجنون اگر صاحبِ نصاب تھے اور ان کے سرپرست نے ان کے مال سے صدقۂ فطر اداء نہ کیا تو بالغ ہونے پر اور جنون زائل ہونے پر دونوں کے ذمہ گزشتہ سالوں کا صدقۂ فطر اداء کرنا واجب ہے۔ ہاں اگر یہ دونوں صاحبِ نصاب نہ تھے اور ان کے سرپرست نے بھی ان کی طرف سے اداء نہ کیا تو ان کے ذمہ کچھ نہیں۔

(بدائع الصنائع:۹۲/۲)

” وأما العقل والبلوغ فليسا من شرائط الوجوب في قول أبي حنيفة وأبي يوسف حتّٰى تجب على الصبي والمجنون إذا كان لهما مال ويخرجها الولي من مالهما .“

(شامية:۳۵۹/۲)

” لا عن زوجة وولده الكبير العاقل ولو أدى عنهما بلا إذن أجزأ استحسانا للإذن عادة، أي لو في عياله وإلا فلا .“ (تنوير:۳۶۳/۲)

” وأشار إلى أنها لا تجب أيضا على الإبن عن أبيه ولو في عياله إلا إذا كان فقيراً مجنونا كما في البحر والنهر ...... لكن حكى في جامع الصغار الإجماع على الوجوب (إذا كان الأب فقيراً مجنونا) معللا بوجود الولاية والمؤنة جميعا .“

(شامية : ۳۶۳/۲)

” في البدائع أن الصبي الغني إذا لم يخرج وليه عنه ففي أصل أبي حنيفة وأبي يوسف أنه يلزمه الأداء لأنه يقدر عليه بعد البلوغ ...... فلو كانا فقيرين لا يلزمهما الأداء بعد البلوغ والإفاقة لعدم الوجوب عليها .“ (شامية : ۳۶/۲)

دادا پر پوتوں کا صدقۃ الفطر دینا لازم نہیں:

دادا پر پوتے کا صدقۃ الفطر دینا لازم نہیں، خواہ اس کا والد فوت ہو گیا ہو یا زندہ ہو لیکن فقیر ہو، ہاں اگر دے دے تو بہتر ہے۔

فی الشامية : " قلت : لكن فی الخانية : ليس علی الجد أن يؤدی الصدقة عن أولا د ابنه المعسر إذا كان الأب حيا باتفاق الروايات، وكذا لو كان الأب ميتا فی ظاهرا الرواية ." (۳۶۲/۲)

وأما الأفضلية فلو جو د قول صاحب الدر:" والجد كالأب عند فقد ه أو فقره كما اختاره فی الاختيار ." (۳۶۲/۲)

صدقۂ فطر کی مقدار و مصارف

صدقۂ فطر کی مقدار:

اگر صدقۂ فطر میں گندم، جو، کھجور اور کشمش چار اجناس میں سے کوئی جنس ادا کرنا چاہیں تو وزن کا لحاظ ضروری ہے، یعنی گندم سے ادا کریں تو نصف صاع اور جو، کھجور، کشمش سے ادا کریں تو ایک صاع ہے، گندم اور جو کے آٹے اور ستو کا بھی وہی حکم ہے جو گندم اور جو کا ہے، بقیہ اجناس (مکئی، باجرہ، چاول وغیرہ) سے اگر فطرانہ ادا کرنا چاہیں تو وزن کا اعتبار نہیں بلکہ قیمت کا لحاظ ضروری ہے، یعنی ان کی قیمت نصف صاع گندم یا ایک صاع جو یا کھجور یا کشمش کی قیمت کے برابر ہو، وزن خواہ اس سے زیادہ ہو یا کم۔ لہٰذا کسی نے کم قیمت کھجوروں کے ایک صاع کی جگہ اس کی قیمت کے مساوی نصف صاع عمدہ کھجور ادا کی تو جائز نہیں۔ اسی طرح اگر کسی نے مکئی، باجرہ یا چاول کا ایک صاع ادا کیا مگر اس کی قیمت نصف صاع گندم یا ایک صاع کھجور وغیرہ کی قیمت سے کم تھی تو جائز نہیں۔

” نصف صاع من بر أو صاع من تمر أو شعير و مالم ينص عليه كذرة و خبز يعتبر فيه القيمة .“ (٢/٣٦٥)

” قال فی البدائع: و لا يجوز أداء المنصوص عليه بعضه عن بعض باعتبار القيمة سواء كان الذی أدی عنه من جنسه أو من خلاف جنسه بعد أن كان من المنصوص عليه .“ (شامية : ٢/٣٦٤)

نصف صاع کی مقدار:

بعض علماء کے قول کے مطابق نصف صاع پونے دوکلو کا اور صاع ساڑھے تین کلو کا ہوتا ہے، جبکہ بعض علماء کی تحقیق کے مطابق نصف صاع سوا دوکلو اور صاع ساڑھے چار کلو کا ہوتا ہے۔ مفتی اعظم حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق بھی یہی ہے اور اس میں احتیاط بھی ہے، کیونکہ اس تحقیق پر عمل کرنے میں صدقۂ فطر کی ادائیگی یقینی ہے، اور عبادات میں احتیاط پر ہی عمل کرنا چاہیئے۔

جنس یا قیمت:

فطرانہ میں چاہیں یہی اشیاء ادا کریں، چاہیں بصورت نقدان کی قیمت ادا کریں، ہر طرح جائز ہے، بلکہ نقد کی صورت میں ادا کرنا اس لحاظ سے بہتر ہے کہ اس سے فقیر اپنی ہر ضرورت پوری کرسکتا ہے۔

فی الدر : ” ودفع القيمة أفضل من دفع العين على المذهب المفتى به .“

وفی الحاشية : ” العلة فی أفضلية القيمة كونها أعون على دفع حاجة الفقير لاحتمال أنه يحتاج إلى غير الحنطة .“ (شامية : ٢/٣٦٦)

بازار میں راشن کے آٹے کا بھاؤ کم اور گیہوں کا بھاؤ زیادہ ہوتا ہے۔ ایسے میں صدقۃ الفطر

کے لئے گیہوں کی قیمت اداء کریں، آٹے کی قیمت گیہوں سے کم ہوتو آٹا یا اس کی قیمت دینے سے صدقۃ الفطر اداء نہ ہوگا۔ (أحسن الفتاویٰ : ٤/٣٨٤)

صدقۂ فطر کا مصرف کون؟

صدقۃ الفطر کا مصرف ہر وہ شخص ہے جو مصرف زکوٰۃ ہے۔ (ردالمحتار : ٢/٣٦٩)

یعنی جس کی ملک میں سونا، چاندی، مالِ تجارت، نقدی اور زائد از ضرورت اشیاء میں سے کوئی چیز نہ ہو یا ہو لیکن بقدر نصاب (۵۲ء۵ تولہ چاندی کی قیمت) سے کم ہو۔

" وصدقة الفطر کا لزکاة فی المصارف ." (شامیة : ٢/٣٦٩)

امام کو زکوٰۃ وصدقۂ فطر دینا:

امام کو زکوٰۃ وصدقۂ فطر دینا دو شرطوں سے جائز ہے:

۱۔ امام مستحق زکوٰۃ ہو۔

۲۔ لوگ یہ رقم اسے امامت یا قرآن سنانے کی اُجرت کے طور پر نہیں بلکہ اداء زکوٰۃ وصدقۂ فطر کے طور پر دیتے ہوں۔

اگر امام مستحق زکوٰۃ نہیں، یا یہ رقم اسے اُجرت کے طور پر دی جاتی ہے تو امام کو دینا اور اس کے لئے لینا جائز نہیں، لوگوں کی زکوٰۃ وصدقۂ فطر بھی اداء نہیں ہوگا۔

فی الشامیة : " لو دفع إلی من قضی علیه بنفقته من أنه لا یجز یه عن الزکاة إن احتسبه من النفقة وإن احتسبه من الزکاة یجزیه ." (٢/٣٥٦)

صدقۂ فطر اور جہادی تنظیمیں:

صدقۂ فطر کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا مصرف ہے، یعنی مساکین، لہٰذا جو مدارس اور جہادی تنظیمیں مستند علماء کی زیر نگرانی کام کر رہی ہیں اور زکوٰۃ وصدقۂ فطر کو صحیح مصرف میں خرچ کرنے کا

www.alkalam.pk

اہتمام کرتی ہیں، انہیں زکوٰۃ وصدقۂ فطر دیا جاسکتا ہے، بلکہ مدارس کے طلبہ اور مجاہدین کو دینے میں دین کی حفاظت واشاعت کا اجر بھی ملے گا۔

” التصدق على الفقير العالم أفضل من التصدق على الجاهل، كذا في الزاهدى .“

(هندية : ١/١٢٨٧)

صدقۃ الفطر ایک مرتبہ واجب ہونے کے بعد ساقط نہیں ہوتا:

عید کے دن صبح صادق نکلتے وقت صاحبِ نصاب ہوتو اگر چہ بعد میں یہ فقیر ہو جائے یا وہ مال ونصاب ہلاک ہو جائے جس کی بنیاد پر اس پر صدقۃ الفطر لازم تھا تو صدقۂ فطر ساقط نہیں ہو گا، بلکہ اس کے ذمہ باقی ہے، جب بھی قدرت حاصل ہو دینا لازم ہے۔

فی الدر : ” فلا تسقط الفطرة و كذا الحج بهلاك المال بعد الوجوب .“

(٢/٣٦١)

سونے چاندی کے سوا دوسرے زیور سے صدقۃ الفطر کا حکم:

جب عورت کی ملکیت میں سونے چاندی کا زیور یا جہیز کا وہ سامان جو گھر کی بنیادی ضرورت نہیں، محض زیب وزینت کے لئے ہوتا ہے بقدرِ نصاب ہو تو اس پر صدقۃ الفطر واجب ہے۔

البتہ سونے، چاندی کے سوا وہ زیور جو زینت کے لئے استعمال ہوتے ہوں مثلاً ہیرے، جواہرات وغیرہ تو اس میں دو قول ہیں، احتیاط اسی میں ہے کہ اگر ان کی وجہ سے نصاب مکمل ہو صدقۃ الفطر ادا کیا جائے۔

” سئل الحسن بن على عمن لها جواهرو لآلى تلبسها فى الأعياد وتتزين بها للزوج وليست للتجارة هل عليها صدقة الفطر؟ قال نعم إذا بلغت نصابا و سئل عنها عمر الحافظ فقال لا يجب عليها شئ .“

(شاميه : ٢/٣٤٨)

صدقۃ الفطر کس کو دینا افضل ہے؟

جہاں صدقۃ الفطر دینے والا موجود ہو اس جگہ کے فقراء کو دینا افضل ہے، اگرچہ جس کی طرف سے دے رہا ہو مثلاً نابالغ اولاد وغیرہ وہ دوسری جگہ ہوں۔

فی الشامیة : ” قلت : لکن فی التتارخانیة : یؤدی عنهم حیث هو، وعلیه الفتویٰ وهو قول محمد، ومثله قول أبی حنیفة، وهو الصحیح .“ (۲/۳۵٦)

☆☆☆☆

پیشکش: ابوزبیر

[www_alkalam_pk@yahoo.com]